51739
385

ت: 27 مارچ 2016ء

جناب محترم مفتی صاحب!
دار العلوم - کورنگی - کراچی

جناب عالی!

مندرجہ ذیل مسئلہ میں شریعت کی رُو سے رہنمائی درکار ہے۔

(1)

زید نے پچھلے تیس (30) سالوں کی سونے پر جو زکوٰۃ دینی تھی وہ نہیں دی۔ گزشتہ تیس سال کے سونے کے نرخ تحقیق کر کے معلوم کیے اور ہر سال سونے کے نرخ کے حساب سے جو کُل سونے کی مالیت بنتی ہے اس پر زکوٰۃ کی رقم حساب کتاب کر کے نکالی گئی۔

(2)

حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب مدظلہم کی کتاب "زکوٰۃ کے فضائل و مسائل" صفحہ نمبر 112 پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ دیا ہوا ہے۔ اس حساب سے جو زکوٰۃ کی رقم بنتی ہے وہ دوگنا سے بھی زیادہ ہے۔ یعنی (1) میں جو طریقہ ہے۔

اگر زید گزشتہ تیس سال سے باقاعدگی کے ساتھ ہر سال زکوٰۃ ادا کرتا رہتا تو وہ (1) میں بیان کردہ طریقے سے ادا کرتا جو کہ بہت کم بنتا ہے۔

اب سوال یہ ہیں!

(الف) زید کو زکوٰۃ (1) کے حساب سے ادا کرنی چاہیے یا (2) میں بیان کردہ طریقہ جو حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب نے تحریر فرمایا ہے؟

(ب) زید کے پاس سونے کے علاوہ اس وقت 15 لاکھ روپے موجود ہیں وہ ان میں بھی گزشتہ تیس سالوں کی زکوٰۃ کس طریقے سے اور کتنی ادا کرے؟

بہت نوازش۔

احقر سید توحید اختر
4-C, 89/3
لانڈھی کالونی نمبر 6 کراچی
فون: 0300-2713402

دار الافتاء
فتویٰ نمبر 37/1297

(جواب منسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

(الف)۔۔۔ زید کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ سونے کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ سونے کے ذریعہ سے ہی ادا کرے، اور اگر سونے کی قیمت لگا کر رقم کے ذریعہ زکوۃ ادا کرنا چاہے تو اس کی بھی گنجائش ہے، البتہ قیمت کے ذریعہ زکوٰۃ ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں:

اول: سونے کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ان سالوں میں سونے کی قیمت کے حساب سے ادا کی جائے۔

دوم: سونے کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ سونے کی موجودہ قیمت کے حساب سے ادا کی جائے۔

ان دونوں میں سے دوسری صورت پر عمل کرنا بہتر ہے، یعنی زید سونے کی موجودہ قیمت کا حساب لگا کر اسی حساب سے زکوٰۃ ادا کرے اور رسالہ "زکوٰۃ کے فضائل و مسائل" میں اسی قول کو اختیار کیا گیا ہے، البتہ اگر اس صورت پر کسی کیلئے عمل مشکل ہو، یعنی سونے کی موجودہ قیمت کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنے کی صورت میں زکوٰۃ کی مقدار اتنی زیادہ بنتی ہو کہ اس کی ادائیگی کی صورت میں سخت مشکل اور تنگی ہوتی ہو تو پہلی صورت پر عمل کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ (کذا فی التبویب: ۱۷۶۵/۲۴)

(ب)۔۔۔ زید کے پاس موجود رقم کی گزشتہ دس سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں سے پہلے سال کی زکوٰۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کرے، پھر دوسرے سال کی زکوٰۃ کے حساب کیلئے گزشتہ سال کی واجب شدہ زکوٰۃ کی رقم منہا کر کے باقی ماندہ رقم کا ڈھائی فیصد ادا کرلے، اسی طرح تیسرے سال کی زکوٰۃ کے حساب کیلئے اس سے پہلے سال کی واجب شدہ زکوٰۃ کی رقم کو منہا کر کے باقی ماندہ رقم کا ڈھائی فیصد ادا کرے، اس طریقہ سے بقیہ سات سالوں کی بھی زکوٰۃ کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کرے، مکمل تفصیل "زکوٰۃ کے فضائل و مسائل" میں ص ۱۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق (۲/۲۴۷)

ثم عند أبي حنيفة تعتبر القيمة يوم الوجوب، وعندهما يوم الأداء، وتمامه في فتح القدير

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/۲۹۹)

وقدم الشارح عند قوله وجاز دفع القيمة أنها تعتبر يوم الوجوب، وقالا يوم الأداء كما في السوائم.

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حسیب احمد سیف

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۹/رجب المرجب/۱۴۳۷ھ

۱۷/اپریل/۲۰۱۶ء

الجواب صحیح

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۹/رجب المرجب/۱۴۳۷ھ

۱۷/اپریل/۲۰۱۶ء

0138

Scanned by CamScanner

03

دارالافتاء
فتوی نمبر ۱/۱۲۴۸

محترم و مکرم جناب مفتی صاحب اطال اللہ بقاءکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہونگے۔ چند چیزوں سے متعلق سوالوں کے تسلی بخش جواب مرحمت فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

۱- پہلا مسئلہ زکوٰۃ سے متعلق ہے

صورت مسئولہ اس طرح ہے کہ ایک خاتون کی ۲۶ سال پہلے شادی ہوئی۔ جو زیور انکو شادی میں ملے۔ ٹھیک ایک سال کے بعد موصوفہ نے اس زیور کی زکوٰۃ صحیح طور پر ادا کردی۔

لیکن اس سے اگلے سالوں میں موصوفہ نے شرعی مسئلہ نہ جاننے کی بناء پر (کہ سونے کی رقم بڑھنے سے زکوٰۃ کی رقم میں بھی اضافہ ہوگا) معینہ رقم (جو پہلے سال واجب ہوئی تھی) پچھلے تمام سالوں میں ادا کی۔ جوکہ انپر واجب ہونے والی رقم سے بہت کم تھی۔ مگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد موصوفہ اب زکوٰۃ ادا کرنا چاہتی ہیں۔

آیا زکوٰۃ ادا کرنے میں سونے، چاندی کے اس سال کے ریٹ کا حساب لگایا جائے گا۔ یا پچھلے سالوں کے ریٹ کا حساب کیا جائے گا۔ اگر اس سال کے ریٹ کا حساب کیا جائے۔

اور زکوٰۃ کی رقم بہت بڑھ جائے۔ اور ادا کرنے میں چند
سال لگ جائیں۔ تو کیا اس سال کا حساب لگانا کافی ہے
یا اگلے سالوں میں دوبارہ حساب لگایا جائے گا؟
اور جو معینہ رقم ہر سال ادا کی گئی۔ وہ اس زکوٰۃ سے
منہا کی جائیگی یا نہیں؟

دار الافتاء

۲۔ دوسرا مسئلہ محرم نامحرم سے متعلق ہے۔
صورت مسئولہ اس طرح ہے کہ لڑکی کے باپ کا چچا اور
ماموں لڑکی کیلئے محرم ہیں یا نامحرم؟
"وان سفلن اور وان علون" جیسی عمومی عبارتوں سے استدلال کے بجائے
اگر صریح عبارات سے دلائل مل جائیں تو بڑی نوازش۔

۳۔ استاذ محترم مفتی تقی عثمانی زید مجدہ کی کتاب
"اسلام اور جدید معاشی مسائل" کی پہلی جلد "تجارت کے فضائل و مسائل"
میں صفحہ نمبر ۱۰۱ کی جگہ صفحہ ۱۰۷ بعینہ چھپ گیا ہے
آیا یہ اس اشاعت میں غلطی ہوگئی یا بندے کے پاس جو
مجلدات ہیں انکی غلطی ہے؟

بینوا توجروا

العارض
حذیفہ علی
مکان # A-64 سیکٹر 11B
نارتھ کراچی پاکستان۔
0321-2841194

المعهد المصرفي
The Institute of Banking

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یوم الوجوب کا اعتبار ہے، یعنی جس دن سال پورا ہو، اس دن کی بازاری قیمت کا اعتبار ہے اور حضراتِ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک یوم الاداء کا اعتبار ہے، یعنی جس دن زکوٰۃ ادا کی جائے، اس دن کی بازاری قیمت کا اعتبار ہے اور مشائخ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کی تصریح کے مطابق اس مسئلہ میں حضراتِ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول مفتیٰ بہ ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مذکورہ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کی ادائیگی میں موجودہ بازاری قیمت کا اعتبار ہو گا اور اسی سے حساب لگایا جائے گا، اسلئے اگر تمام اموال کی زکوٰۃ کا حساب لگا کر زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے اسی دن زکوٰۃ کی وہ رقم فقراء میں تقسیم نہ کی یا صرف زکوٰۃ کا حساب تو لگا لیا، مگر زکوٰۃ کی رقم جملہ مال سے الگ نہ کی گئی تو ان دونوں صورتوں میں صرف ایک مرتبہ حساب لگانا کافی نہ ہو گا، بلکہ ہر مرتبہ زکوٰۃ کی رقم میں سے کچھ رقم دیتے وقت اسی دن کی بازاری قیمت کا اعتبار ہو گا۔

البتہ اگر مذکورہ خاتون کے لئے صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے قول پر عمل کرنے میں واقعی حرج ہو کہ ادائیگی کے دن کی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرنے میں ناقابلِ برداشت مشکلات درپیش ہوں مثلاً وہ خاتون بہت ہی تنگدست ہو یا مقروض ہو یا بار بار حساب لگانے میں مشکل ہو تو حرج کی بناء پر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یوم الوجوب کے قول یعنی جس دن سال پورا ہوا تھا، اس دن کی بازاری قیمت کا اعتبار کرتے ہوئے بھی زکوۃ ادا کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔(التبویب:۲۴/۱۶۶۵بتغییر یسیر)

البتہ زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے وقت وہ متعین رقم جو غلط فہمی کی بناء پر کم ادا کی گئی تھی اس کو منہا کیا جائیگا اور اسی طرح ہر سال کی اداشدہ زکوۃ کو منہا کر کے بقیہ سالوں کی زکوۃ ادا کی جائے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم بالصواب

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/ 260)

فلو كان له نصـــاب حال عليه حولان ولم يزكه فيهما لا زكاة عليه في الحول الثاني

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية (2/ 7)

وبيان ذلك أنه إذا كان لرجل مائتا درهم أو عشـرين مثقال ذهب فلم يؤد زكاته سنتين يزكي السنة الأولى، وليس عليه للسنة الثانية شيء عند

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

أصحابنا الثلاثة. وعند زفر يؤدي زكاة سنتين، وكذا هذا في مال التجارة،

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (2 / 21)

وأما صفة الواجب في أموال التجارة فالواجب فيها ربع عشر العين وهو النصاب في قول أصحابنا، وقال بعض مشايخنا: هذا قول أبي يوسف ومحمد

وأما على قول أبي حنيفة فالواجب فيها أحد شيئين.

أما العين أو القيمة فالمالك بالخيار عند حولان الحول إن شاء أخرج ربع عشر العين وإن شاء أخرج ربع عشر القيمة، وبنوا على بعض مسائل الجامع فيمن كانت له مائتا قفيز حنطة للتجارة قيمتها مائتا درهم فحال عليها الحول فلم يؤد زكاتها حتى تغير سعرها إلى النقصان حتى صارت قيمتها مائة درهم أو إلى الزيادة حتى صارت قيمتها أربعمائة درهم، إن على قول أبي حنيفة: إن أدى من عينها يؤدي خمسة أقفزة في الزيادة والنقصان جميعا؛ **لأنه تبين أنه الواجب من الأصل فإن أدى القيمة يؤدي خمسة دراهم في الزيادة والنقصان جميعا؛ لأنه تبين أنها هي الواجبة يوم الحول.**

وعند أبي يوسف ومحمد إن أدى من عينها يؤدي خمسة أقفزة في الزيادة والنقصان جميعا، كما قال أبو حنيفة: **وإن أدى من القيمة يؤدي في النقصان درهمين ونصفا وفي الزيادة عشرة دراهم؛ لأن الواجب الأصلي عندهما هو ربع عشر العين وإنما له ولاية النقل إلى القيمة يوم الأداء فيعتبر قيمتها يوم الأداء، والصحيح أن هذا مذهب جميع أصحابنا؛** لأن المذهب عندهم أنه إذا هلك النصاب بعد الحول تسقط الزكاة سواء كان من السوائم أو من أموال التجارة.

درر الحكام شرح غرر الأحكام–محمد بن فراموز – (2 / 355)

والخلاف في زكاة المال فتعتبر القيمة وقت الأداء في زكاة المال على قولهما وهو الأظهر وقال أبو حنيفة يوم الوجوب كما في البرهان وقال الكمال والخلاف مبني على أن الواجب عندهما جزء من العين وله ولاية منعها إلى القيمة فيعتبر يوم المنع كما في منع رد الوديعة وعنده ، الواجب أحدهما ابتداء ولذا يجبر المصدق على قبولها ا ه

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

(۲)۔۔۔لڑکی کے والد کا چچا اور ماموں لڑکی کے لئے محرم ہیں۔

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (2/ 257)

وتحرم عليه أخواته وعماته وخالاته بالنص وهو قوله عز وجل: {وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم} [النساء: 23] سواء كن لأب وأم أو لأب أو لأم لإطلاق اسم الأخت والعمة والخالة، **ويحرم عليه عمة أبيه وخالته لأب وأم أو لأب أو لأم**، وعمة أمه وخالته لأب وأم أو لأب أو لأم بالإجماع.

البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (3/ 99)

وكذا يدخل في العمات والخالات أولاد الأجداد والجدات وإن علوا، وكذا عمة جده وخالته وعمة جدته.......**وكما يحرم على الرجل أن يتزوج بمن ذكر يحرم على المرأة التزوج بنظير من ذكر**

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (2/ 257)

وتحرم عليه جداته من قبل أبيه وأمه وإن علون بدلالة النص؛ **لأن الله تعالى حرم العمات والخالات وهن أولاد الأجداد والجدات**، فكانت الجدات أقرب منهن فكان تحريمهن تحريما للجدات من طريق الأولى كتحريم التأفيف نصا يكون تحريما للشتم والضرب دلالة، وعليه إجماع الأمة أيضا

(۳)۔۔۔مذکورہ طباعت کی غلطی کے بارے میں ادارے کے ناشر کو اطلاع دیدی گئی ہے۔واللہ الموفق والمعین

انصار احمد

انصار احمد غفر اللہ لہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۴/ذوالحجہ/۱۴۳۶ھ

۸/اکتوبر/۲۰۱۵ء

Scanned by CamScanner